رسائل و مسائل

ناخلف بیٹے سے رویہ

سوال: کچھ عرصہ قبل 'رسائل و مسائل' میں اپنے باپ کے نامناسب رویے پر ایک بیٹے کا جواب 'والد سے حق کی وصولی' (جولائی ۲۰۰۳ء) شائع ہوا تھا۔ میں ایک باپ کی حیثیت سے ناخلف بیٹے کے رویے کے بارے میں قرآن و سنت سے رہنمائی چاہتا ہوں۔

میرا بڑا بیٹا اپنے بیوی بچوں کے ساتھ الگ مکان میں رہتا ہے۔ ۲۰ سال قبل اپنی معاشی پریشانی کے پیشِ نظر اپنے باپ سے مدد کے لیے کہتا ہے۔ بحیثیت والد اس کی پریشانی کو دیکھتے ہوئے میں اپنے ذاتی اثاثے فروخت کر کے ایک دکان خرید کر بیٹے کے حوالے کر دیتا ہوں اور کاروبار کی بہتری کے لیے امکانی حد تک تعاون کرتا ہوں۔ میرے بیٹے نے مجھے یقین دہانی کرائی تھی کہ اس دکان کے آپ ہی مالک ہیں اور جیسے آپ چاہیں گے ویسا ہی ہوگا۔ میرا بیٹا تحریکِ اسلامی سے بھی وابستہ ہے' رکن ہے۔ لیکن اچانک ایک روز بغیر کسی مشورے اور اطلاع کے میرے بیٹے نے وہ دکان فروخت کر دی۔ اب میں اس پیرانہ سالی میں انتہائی کس مپرسی کے حالات میں زندگی گزار رہا ہوں' اپنی بیوی اور بیٹی کے اخراجات برداشت کر رہا ہوں۔ میرا کوئی ذریعہ معاش نہیں ہے اور خیرات اور زکوٰۃ پر گزر بسر کرتے ہوئے مجھے شرمندگی بھی ہوتی ہے۔ سرِ دست خدا کی ذات پر بھروسا اور صبر کا سہارا ہے۔ اپنے حق کی وصولی

کے لیے میرا کیا طرزِ عمل ہو‘ نیز ایسے بیٹے کے ساتھ ایک باپ کا کیا رویہ ہونا چاہیے؟

جواب: آپ نے اپنے صاحبزادے کے طرزِ عمل کے بارے میں جو تفصیلات لکھی ہیں وہ ہر حساس اور اللہ سے ڈرنے والے کے لیے تکلیف کا باعث ہیں لیکن حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ جب تک ہر دو جانب سے بات نہ سن لی جائے‘ کوئی قطعی رائے نہ قائم کی جائے۔ ویسے تمام تفصیلات لکھنے کے باوجود آپ کے خط میں کوئی واضح سوال بھی نہیں اٹھایا گیا۔ غالباً مدعا یہی ہوگا کہ اس طرح کے طرزِ عمل کے بارے میں ایک باپ کا ردعمل کیا ہو۔ جو کچھ آپ نے تحریر فرمایا ہے اس میں آپ کا ردعمل وہی نظر آتا ہے جو اسلام چاہتا ہے یعنی اپنی اولاد کی طرف سے مایوس کن اور غیر متوقع رویے کے باوجود قطع رحمی نہ کرنا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس پر بہترین اجر دے اور صبر و استقامت کے ساتھ اس تکلیف دہ صورت حال کو برداشت کرنے کی توفیق بخشے۔

آپ نے خط میں جو مسائل اٹھائے ہیں ان میں پہلا یہ ہے کہ اگر آپ نے اپنے بیٹے کو ایک دکان خرید کر دی جس کی ملکیت اس کے نام ہے اور آپ اس کا انتظام و نگرانی کر رہے ہیں تو کیا قانونی طور پر اسے اس دکان کو فروخت کرنے کا حق ہے یا نہیں؟ میرے خیال میں بات واضح ہے۔ اگر آپ نے دکان اس کے نام سے خریدی ہے تو اصل مالک تو بیٹا ہی ہوا۔ اب یہ آپ کا ایک انتظامی معاملہ تھا کہ آپ دکان پر بیٹے سے تعلّق کی بنا پر محنت کے ساتھ وقت دیتے رہے۔ دراصل مالی معاملات میں قرآن کریم نے بلا تخصیص یہ اصول رکھا ہے کہ ہر معاہدے کو تحریر میں لے آیا جائے۔ اگر آپ نے یہ بات تحریر کرا لی ہوتی کہ جب تک آپ حیات ہیں اس وقت تک آپ دکان کے مالک و منتظم ہوں گے تو آپ کا بیٹا بھی اس معاہدے کا پابند ہوتا۔

یہاں تک تو بات قانونی نوعیت کی تھی۔ اس معاملے کا دوسرا زیادہ اہم پہلو یہ ہے کہ قرآن و سنت نے والدین کو جو مقام خاندان میں دیا ہے‘ اس کے پیشِ نظر اگر ایک باپ مفلس بھی ہو اور بیٹا مال دار ہو تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق: وہ اور اس کا مال سب اس کے باپ کا ہے۔ اس حدیث کی تعبیر بعض حضرات یہ کرتے ہیں اس میں ترغیب و تعلیم ہے تشریع نہیں ہے۔ لیکن اگر حدیث کے سیاق پر غور کیا جائے تو بات محض اخلاقی وعظ کی نہ تھی بلکہ

ایک باپ نے حضورؐ سے اپنے بیٹے کی شکایت کی تھی۔ یہاں یہ بھی واضح رہے کہ باپ اور بیٹا دونوں صحابی تھے اور ہم یہ یقین رکھتے ہیں کہ اصحاب رسولؐ ہر لحاظ سے ہم سے زیادہ اللہ کا خوف کرنے والے اور تربیت یافتہ تھے۔ گویا اس تربیت کے باوجود ایک بیٹا بوجوہ‘ اپنے باپ کی ضروریات سے لاپروائی برتتا ہے حتیٰ کہ باپ کو نبی کریمؐ سے شکایت کی نوبت آتی ہے۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ ان صحابی کی مثال کی روشنی میں آج کا بیٹا باپ کی ضروریات سے لاپروا ہو جائے یا ایسے معاملات میں جن میں مشاورت کا حکم دیا گیا ہے خود کو بالغ سمجھتے ہوئے جو چاہے کر ڈالے‘ بلکہ اس حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ بیٹے پر باپ کا کتنا زیادہ حق ہے‘ اس لیے آپ کے صاحبزادے نے آپ کے بیان کے مطابق جو کچھ کیا ہے‘ وہ مناسب نہیں۔ انھیں آپ سے مشورے کے بعد دکان کا معاملہ طے کرنا چاہیے تھا اور آپ کے حقوق کا مکمل احترام و اہتمام کرنا چاہیے تھا۔

مزید یہ کہ اگر وہ جانتے ہیں کہ آپ کتنی سخت مالی مشکلات میں ہیں تو قرآن کا حکم ان کے لیے واضح طور پر یہ ہے کہ اپنے والدین پر خرچ کرو‘ بطور احسان نہیں بلکہ بطور فریضہ۔ اور آپ کو بھی ان سے مالی خدمت لینے میں کوئی تکلف نہیں کرنا چاہیے۔ یہ آپ کا حق ہے۔ اللہ تعالیٰ اولاد اور والدین دونوں کو راہِ راست پر چلنے کی توفیق دے۔ ضمناً یہ بھی عرض کر دوں کہ ایسے معاملات میں اگر لڑکا کسی ناانصافی کا مرتکب ہو رہا ہے اور اس کا تعلق اسلامی تحریک سے ہے تو تحریک کے نظم یا خاندان کے ایسے افراد سے رجوع کیا جا سکتا ہے جو لڑکے پر اثرانداز ہو سکتے ہیں۔ (ڈاکٹر انیس احمد)

میڈیکل کالج میں دعوتی حکمت عملی

س : میں سندھ میڈیکل کالج کراچی کی طالبہ ہوں۔ ہمارے کالج میں شہر کا سب سے زیادہ تعلیم یافتہ طبقہ آتا ہے‘ تاہم یہاں کا ماحول ان کے لیے زہر قاتل کا کام انجام دے رہا ہے۔ کالج میں طلبہ کی سیاسی تنظیموں کی بھرمار ہے اور ہر تنظیم بدی کو پھیلانے